© rasailojaraid.com

انتقاد کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہے

انتقاد

علوم الحدیث

تصنیف: ڈاکٹر صبحی صالح۔
ترجمہ: غلام احمد حریری، ایم۔اے۔

ناشر: ملک برادرز، کارخانہ بازار، لائل پور، پاکستان، صفحات ۵۱۷، قیمت ۱۵ روپے۔

ڈاکٹر صبحی صالح کی کتاب علوم القرآن کے اُردو ترجمہ سے قارئین کو اس سے پہلے واقفیت ہو چکی ہے اور ترجم کے نام سے بھی ان کو آگہی ہے، علوم القرآن کی طرح علوم الحدیث بھی مرتب کی گئی ہے، یہ کتابیں عام مطالعے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ جن کی بنیاد تحقیقی مباحث پر ہے۔ اور ان میں معاصرانہ طرز بیان و خوش اسلوبی سے کام لیا گیا ہے تاکہ عصر جدید کے مذاق کے مطابق علمی مباحث ادنیٰ التفات و توجہ سے اذہان میں مرتکز ہو جائیں۔ عام اہلِ علم اور خصوصاً طلباء کے لئے یہ کتابیں بے حد مفید ہیں کہ آسانی سے ان علوم کے مسائل ان کی سمجھ میں آسکتے ہیں، اصل کتاب عربی میں ہے جس کی زبان نہایت سلیس و شستہ ہے، اور طرز بیان دل کش اور عام فہم۔

علوم قرآن کے ترجمہ کی طرح علوم حدیث کا ترجمہ بھی عام فہم اور نہایت صاف زبان میں کیا گیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں زبان کی خامیاں ہیں جن کی نشان دہی آئندہ سطور میں کی جائے گی۔ ترجمہ کی خصوصیتیں تقریباً وہی ہیں جو علوم قرآن کے ترجمے میں پائی جاتی ہیں، چونکہ مترجم اُردو زبان میں اچھی دست گاہ رکھتے ہیں اس لئے عام طور پر ترجمہ کی خوبیوں کا کسی کو انکار نہایت مشکل سے ہو سکتا ہے، آج کل عربی کتابوں کے ترجمے کثرت سے شائع ہو رہے ہیں البتہ ان کی زبان کا معیار کچھ ایسا دگرگوں ہے کہ اصل کتاب کا مطلب ان کتابوں سے اکثر و بیشتر ظاہر نہیں ہوتا۔ بہت سے الفاظ و اصطلاحات جوں کے توں ترجمے میں باقی رہنے دیئے جاتے ہیں۔ بنابریں ان اصطلاحات پر مشتمل مقامات لوگوں کی سمجھ سے باہر رہ جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کراچی اور لاہور کے شائع شدہ اُردو ترجمے ان نقائص سے کسی طرح بَری نہیں، اور جنہیں ان ترجموں سے واسطہ رہا ہے ان سے یہ باتیں پوشیدہ نہیں۔

"علوم حدیث" میں علم حدیث کی تاریخ، اصطلاحات کی توضیح اور اسی قبیل کے دوسرے مباحث سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیر حاصل بحث کی گئی ہے، اس کتاب کی افادیت اس بات سے ظاہر ہے کہ اس علم کی اکثر و بیشتر قدیم وجدید کتابوں کے مباحث کا نچوڑ اس میں موجود ہے۔ ۱۹۵۹ء میں سب سے پہلے بیروت سے یہ کتاب عربی زبان میں شائع ہوئی، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۵ء میں اس کی دوسری اور تیسری طباعت سے ظاہر ہے کہ کتاب عام و خاص ہر طبقے سے پسندیدگی کا خراج وصول کر چکی ہے، لائق مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں بڑی محنت سے کام لیا ہے، اور مواد کی فراہمی نیز مستشرقین کی آراء کی تردید میں متعدد مخطوطات سے نقول و استشہاد پیش کیے ہیں، اور اس لحاظ سے اس کی علمی قیمت بہت بڑھ گئی ہے اور قابلِ تعریف تحقیقی کارنامہ ہے۔

اس کتاب میں مقدمہ کے علاوہ پانچ ابواب ہیں۔

مقدمہ میں مؤلف رقم طراز ہیں:" اس کا خاص پہلو یہ ہے کہ یہ ہمارے لازوال علمی ورثہ کو قدامت کی گرد و غبار سے پاک کر کے بیش قیمت اور نادر افکار و نظریات کو ایسے اسلوب انداز میں پیش کرتی ہے جو نہایت واضح بھی ہے اور عصرِ جدید سے ہم آہنگ بھی:"

مؤلف نے صرف یہی نہیں کہ علوم الحدیث سے متعلق معلومات کو یکجا کیا ہے بلکہ دمشق کے مکتبۂ ظاہریہ کے اہم مخطوطات سے پوری طرح فائدہ اُٹھایا ہے، ساتھ ہی ان کا دعویٰ ہے:۔

"البتہ ہم نے نقلِ محتاط اور خلاصہ نویسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علوم حدیث میں علمائے سلف کے آثار و اقوال کا تنقیدی و تاریخی جائزہ لیا اور ان افکار و آراء کا موازنہ کیا ہے اور قاری کو بے کار جدل و بحث میں نہیں اُلجھایا۔ ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ علمائے سلف کی گراں بہا اور نادر تصانیف میں جو اصطلاحاتِ کثیرہ بکھری پڑی ہیں ان کا لبِ لباب اور خلاصہ بیان کر دیں:"

"ہم نے ناقابلِ تردید دلائل کی روشنی میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ کتابتِ حدیث کا آغاز سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکا تھا: تاریخی دستاویزات و کتب و رسائل کے حوالے سے ہم "اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرات صحابہؓ نے حفاظتِ حدیث کے ضمن میں صرف حافظہ ہی پر اعتماد نہیں کیا تھا بلکہ عہدِ رسالت میں احادیث کو اپنے سینہ میں جگہ دینے کے ساتھ ساتھ سفینہ میں بھی منتقل کر لیا تھا:"

پہلے باب میں پانچ فصلیں ہیں جن میں حدیث و سنت اور دوسری فنی اصطلاحات تدوینِ حدیث، اخذِ حدیث اور حدیث کے مرکزوں کی تفصیل درج ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو حدیث سے تعبیر کرنے کے بارے میں مصنف لکھتے ہیں:" (صفحہ ۱۹) سالارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود اپنے قول کو حدیث کا نام دیا۔ گویا آپ نے یہ نام رکھ کر اس کو ان دیگر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نور سے ممتاز و ممیز کر دیا جن کی نسبت آپ کی طرف کی جاتی ہے، اس طرح آپ نے لفظ حدیث کی وہ اصطلاح پہلے ہی مقرر فرمادی جس پر محدثین نے آگے چل کر اتفاق کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ روزِ قیامت آپؐ کی شفاعت کی سعادت کس کے حصہ میں آئے گی؟ آپؐ نے جواباً فرمایا: "مجھے معلوم تھا کہ ابوہریرہؓ سے پہلے کوئی شخص مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ طلبِ حدیث کے بہت حریص ہیں۔"

اسی طرح "سنت" کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں: "جب عربوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے علیکم بسنتی کے الفاظ سُنے تو انھوں نے فوراً سمجھ لیا کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے اطوار و آداب مراد ہیں۔" قرآن پاک نے اسی مفہوم کی وضاحت اس طرح کردی ہے: ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں اچھی مثال ہے)۔ مزید تفصیل اس آیت پاک میں کردی گئی ہے: "ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا (جو کچھ (آداب و سنن) تم کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دیں اُن کو لے لو اور جن سے منع فرمائیں ان سے باز رہو۔") دونوں آیتوں کا مفہوم عملی زندگی سے ہے۔

مصنف نے دوسری فصل میں تدوینِ حدیث پر بحث کی ہے، اور اس سلسلے میں مستشرقین کی آراء پر بھی نقد و تبصرہ کیا ہے۔ تیسری فصل میں علمِ حدیث کے حصول کے لئے سفر اور حزم و احتیاط کے واقعات اور چوتھی میں علم حدیث کے درس و تدریس کے لئے عمارتوں کی تعمیر اور محدثین کے احترام و القاب کی تفصیلات مذکور ہیں، پانچویں فصل میں اخذ حدیث کے طریقوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

دوسرے باب میں تین فصلیں ہیں اور ان میں علوم حدیث کی کتابوں، روایت و درایت کے لحاظ علوم حدیث کی اقسام، کتب حدیث اور ان کے طبقات، رواۃ اور رواۃ حدیث کی شرائط ...
تیسرے باب میں حدیث کی قسمیں ہیں جن میں صحیح، موضوع، حسن، ضعیف اور حدیث کے مختلف ...
نیز حدیث و سنت کی تفصیل بتائی ہے۔
چوتھے باب کی فصلوں میں حدیث کی تشریعی اہمیت، حدیث کے حجت ہونے کے مفہوم اور علوم پر حدیث کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔
پانچواں باب مختلف راویوں کے طبقات سے بحث کرتا ہے۔ اس کی پہلی فصل میں ابن سعد اور اس کی معرکۃ الآرا تصنیف طبقات کے اسلوب و خصائص کا ذکر ہے۔ دوسری فصل میں طبقات رواۃ، تیسری ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حابہ کا تعارف، چوتھی میں کبار تابعین کا تعارف، پانچویں میں بعض اتباع تابعین کا تعارف اور چھٹی میں تباع تابعین کے بعض تلامذہ کا ذکر ہے، یہ باب مزید تحقیق و تبصرہ کا محتاج ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ محدثین اور مؤرخینِ اسلام نے اپنے اپنے علوم کے تجزیہ و تحلیل میں بڑی کد و کاوش ی ہے، اور قرآنی علوم کے ساتھ اعتنا برتنے کے ساتھ ساتھ علوم حدیث کی تنظیم و ترتیب شاہد یں کہ متن حدیث نیز سند حدیث اور رواۃ حدیث کی بحثیں جس طرح علماء اسلام نے مدون کی ہیں ان کی ثال اقوام دنیا کی تاریخ میں ناپید ہے، آج مستشرقین یا منکرینِ حدیث جو دلائل و براہین اپنی تائید میں یش کرتے ہیں وہ درحقیقت انہیں محدثین اور مورخینِ اسماء رجال کے بیانات پر مبنی ہیں، اگر ان کی تصنیفات موجود نہ ہوتیں تو ان کے شکوک و شبہات کی کوئی حقیقت نہ ہوتی، قابلِ غور و فکر یہ امر ہے کہ عاصرین کے بیانات اپنے احباب و رفقاء یا اپنے زمانے کے اہلِ علم و محدثین کے بارے میں کہاں تک حزم و حتیاط کے بغیر قابلِ وثوق سمجھے جا سکتے ہیں، جب کہ ہم اس زمانے میں بھی بعض نفسیاتی اور اجتماعی حالات کے ماتحت خود اپنے احباب و رفقاء نیز اپنے زمانے کے اہلِ علم و اہلِ حدیث کے بارے میں بعض عام طور پر مشہور باتوں یا متعصبانہ آراء کے اظہار میں حزم و احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ کم از کم اپنے زمانے کے اہلِ ہد و اتقاء، اہلِ علم و عمل، نیز یورپ و امریکہ کے اہلِ علم و اربابِ ثقافت جن سے کاتبِ سطور کو ملنے کا تفاق ہوا ہے، یہی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی کمزوری میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے اہلِ زمانہ کے متعلق کبھی بحث تبصرہ کا اظہار واقع ہو ہی جاتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مبصر اپنے ماحول، اپنے علم و فہم اور اپنے نفرادی احساسات و وقار سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور ہزار احتیاط سے کام لینے پر بھی لاشعوری طور پر تنقیص و تعریف کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

بنابریں آج بیسویں صدی میں قرونِ اولیٰ کے کسی راوی کو یک لخت ساقط الاعتبار قرار دینا بڑی لاعلمی کا اظہار ہے، سارے بیانات کا جائزہ لینا اور اس وقت کے حالات کا تجزیہ کرنا ایسے کسی حکم کرنے سے پہلے لابدی اور انسانی فریضہ ہے۔

دم الحدیث کے مؤلف، راویوں، اسناد اور متن سے سیر حاصل بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:" (ص ۳۶۸) کے ساتھ مختلف زمانوں میں راویوں کے ورع و تقویٰ طلب حدیث کی راہ میں صعوبات و مشکلات اور حدیثِ نبوی کی قدر و قیمت کے احساس کو بھی شامل کر لیا جائے تو ہم بلا جھجک کہہ سکیں گے کہ درحقیقت دنیا میں اصولِ حدیث کی مثال تاریخ میں کہیں نہیں مل سکتی۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"یہ امر موجب حیرت ہے کہ جن مخطوطات و مدونات اور صحیفوں کا ذکر ہم نے کیا ہے ان کے مطالعہ کی زحمت اُٹھانے کے بعد مستشرقین یہ دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں کہ اسناد کے سوا متن کی صحت کا کوئی طریق ممکن نہیں۔ نیز یہ کہ عربوں نے محض سند ہی کے ساتھ اعتنار کیا ہے، (متن کا خیال نہیں رکھا) حیرانی ہے کہ اکابر مستشرقین نے کس طرح یہ مغالطہ دینے کی جسارت کی اور محض حدیث اور محدثین کو ہدفِ تنقید بنانے اور اس کے نصوص و متون کی اہمیت گھٹانے کے لئے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر ڈالیں"۔

"جب مذکورہ صدر بیانات کے ساتھ ان تاریخی دستاویزات کو بھی شامل کر لیا جائے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کتابت حدیث کا آغاز عہدِ رسالتؐ میں ہو چکا تھا، تو مستشرقین اور ان کے ہم نواؤں کے حسین خوابوں اور اُمنگوں کے محل خود بخود منہدم ہو جاتے ہیں۔ ان تاریخی حقائق سے یہ صداقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ تعلیم و تربیت میں محدثین کے طرق و مناہج کیا تھے، اور جن الفاظ کے ساتھ وہ حدیث کے اخذ و روایت کی مختلف صورتوں میں فرق کرتے تھے، ان میں کس حد تک تشدد سے کام لیتے تھے"۔

آخر کتاب میں بہ ترتیب حروف تہجی مآخذ و مصادر کی فہرست درج ہے۔

کسی کتاب یا مقالے کے ترجمے کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ مترجم حتی الامکان مؤلف کے بیان کو بلا خذف اضافہ مناسب الفاظ میں اپنی زبان کے محاورے کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی زبان میں تحریر کرے، جو اصطلاحات سمجھ سے باہر ہوں اُن کے مفہوم کو مشورے سے سمجھ کر ادا کرنے کی کوشش کرے اور اگر مشورے کے بعد بھی فہم میں نہ آئے تو اس کی صراحت کر دے۔

کتاب زیرِ تبصرہ میں کچھ تو طباعت کی غلطیاں ہیں جو بہت کم ہیں اور جن کو پڑھنے والا آسانی سے سمجھ سکتا ہے، اور کچھ محاورے اور بیان کی غلطیاں ہیں جن کی صحت آئندہ اشاعت میں بآسانی کی جا سکتی ہے۔ اوّلین قسم کی غلطیوں کی نشان دہی کی ضرورت نہیں، البتہ دوسری قسم کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

ص ۷، "تصانیف و توالیف": تالیف کی جمع "تالیفات" صحیح ہے۔ توالیف کوئی لفظ نہیں۔

ص ۸: "ان نستخلص المقاییس النقدیة": "ان کا لبِ لباب اور خلاصہ بیان کر دیں"، ترجمہ یوں ہونا چاہئیے! "گراں بہا اسناد و تصانیف کے اصطلاحات کثیرہ سے نقد و انتقاد کے اصول و معیار کو الگ کر لیں"۔

ص ۹: "ملأوا الارض علما": کا ترجمہ "جنہوں نے کائنات ارضی کو حدیثِ نبوی کے علم سے بھر دیا"۔ "کائنات ارضی" کی جگہ "سارے جہان" چاہیئے۔

ص ۱۰ "حدیث نبوی سے احتجاج نہیں کرتے": "احتجاج کرنا" اُردو میں حجت پکڑنے کے معنی میں نہیں ہے، اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا صحیح مفہوم "خلاف میں آواز بلند کرتا ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہوگا: "حدیث نبوی کو حجت نہیں مانتے:"

ص ۱۷۱ "اگر ہم محدثین بالعموم .....": "بالعموم" کا اضافہ مترجم نے اپنی طرف سے کیا ہے۔

ص ۱۲۲ فلینصح ...: "نصیحت کرتے ہوئے کہہ سکتا ہے"، ولیتجنب: پیش کر سکتا ہے۔ ولیقل ..... مدافعا: تردید میں کہہ سکتا ہے، ان افعال سے فعل کے کرنے پر اصرار کا اظہار کیا جاتا ہے اور ترجمے سے تاکید و اصرار نہیں سمجھا جاتا۔

ص ۱۴۴ "فحسبهم شرفا أنهم حفظوا سنن الهدى حين ضيعها الناس" (عربی ص ۹) ترجمہ ملاحظہ کیجئے: "ان کے لئے یہی اعزاز کافی تھا کہ انھوں نے احادیثِ نبویہ کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔"

ص ۱۹۶ میں حاشیہ ۲ کی جگہ کا تعین غلطی سے رہ گیا ہے، اسی طرح صفحہ ۹۸ پر شعبہ بن حجاج کی وفات کا سنہ غلطی سے سنہ ۱۶۰ھ کی جگہ "سنہ ۶۰" تحریر ہے۔

ص ۱۹۹ آخری پیراگراف بھی اصل عبارت عربی سے دُور جا پڑا ہے: عربی عبارت (ص ۲۷): فالافتراء على اللسان ولو غاظ الراوي سفه يسقط العدالة، لأن هؤلاء الرواة كانوا يتميزون بمكارم الاخلاق، ولهم آداب خاصة ومناهج في التربية والتعليم ينفردون بها من بين سائر العلماء من قدامى ومحدثين، في الشرق والغرب۔

ترجمہ ملاحظہ ہو (ص ۹۹):

"مذکورہ صدر واقعہ سے روشن ہوتا ہے کہ کسی شخص پر افتراء پردازی اس کو خارج العدالت کر دیتی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ اس کے ناراض کرنے پر جھوٹ باندھا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رواۃِ حدیث اخلاقِ حسنہ میں ممتاز ہوا کرتے تھے، اور دیگر علماء و محدثین میں مخصوص آداب و اطوار کے اعتبار سے وہ اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔"

اسی طرح اس ٹکڑے سے قبل کی سطریں بھی اصل عربی عبارت کا ترجمہ نہیں سمجھی جا سکتیں، ایک عبارت کو اپنے الفاظ میں اس کے مفہوم کو ادا کرنے کا نام ترجمہ نہیں بلکہ 'PARAPHRASING' ہے۔

ترجمہ میں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ اصل عبارت کا پورا پورا مفہوم اسی طرح ادا ہو جائے جس طرح عبارت کے لکھنے والے نے ادا کرنا چاہا ہے، اور اپنی طرف سے نہ کوئی لفظ کی زیادتی کا ارتکاب کرے نہ لفظ کے حذف کرنے کا مجرم بنے۔ نظم و نثر کے ترجمے میں یہ فرق ہے کہ نثر کا ترجمہ کرنے والا اوزان و ... کا پابند نہیں ہوتا اور اس کو آزادی حاصل رہتی ہے اور اسی لئے اس سے ذرا سی غلطی بھی قابلِ عفو نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمجھی جاتی ہے، نظم کے منظوم ترجمہ میں مترجم کی ذمہ داری نسبتاً کم ہو جاتی ہے اور اس کو یہ عذر حاصل رہتا ہے کہ اس نے نظم میں ترجمہ کیا ہے اور نظم کے قواعد وضوابط کی وجہ سے اس کی کوتاہی جرم نہیں سمجھی جاتی۔

ترجمہ کے مختلف مقامات کو اصل عربی عبارتوں سے مقابلہ کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ مترجم نے مؤلف کے بہت سے الفاظ اور جملوں کو ترجمہ میں نظر انداز کر دیا ہے۔ مثلاً

ترجمہ ص ۲۷۳: ...... وہ اپنے نظریہ کی تائید میں ان قرآنی آیات سے استشہاد کرتے ہیں جن میں اطاعتِ رسول کو فرض قرار دیا گیا ہے، اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو وہ اہلِ علم میں شمار نہیں کرتے۔

اصل عربی ص ۲۹۱: ...... وایدوا رایھم ھذا بالآیات القرآنیۃ التی تفرض علی المومنین اتباع الرسول، والتسلیم لحکمہ، وراوا من یحکی خلاف ھذا المذھب غیر خلیق بالانتساب الی العلم واھلہ......

دوسری خامیوں کے علاوہ اس ترجمہ میں "والتسلیم لحکمہ" کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی طرح اسی صفحہ پر: وانما تکون طاعتہ بالتزام سنتہ والعمل بحدیثہ، کا مقابلہ ذیل کے ترجمے سے کیجئے: (ص ۲۷۳): آپ کی اطاعت کی صورت صرف یہی ہے کہ حدیث وسنت کی پیروی کی جائے۔" "والعمل بحدیثہ" کو بالکل ترک کر دیا گیا۔

امثلۂ بالا کے بیان کرنے سے یہ غرض نہیں کہ ترجمہ کی افادیت واہمیت سے انکار کیا جائے۔ بلکہ اصلی غرض وغایت یہ ہے کہ ہم مترجمین پر لازم ہے کہ اپنے کاموں کو محنت وجانفشانی کے ساتھ ساتھ حزم واحتیاط سے انجام تک پہنچانے کی کوشش کریں، اس زمانے میں جب کہ علوم وفنون کی فراوانی ہے، اس احتیاط کی ضرورت ہے کہ جہاں تک ہو سکے EXACT (ہو بہو) ترجمہ اصل کے مطابق ہو اور حتی الامکان شرح وزوائد سے ترجمہ پاک ہو۔

آخر میں فاضل مترجم سے اُمید ہے کہ وہ زبان اُردو کو علمی عربی کتابوں سے اسی طرح مالا مال کرتے رہیں گے۔ اور آئندہ اشاعتوں میں اپنے ان ترجموں پر نظر ثانی کر کے مزید علمی خدمات سے ہم سبھوں کو بہرہ ور بنائیں گے۔

پاکستانی طلبا کے لئے یہ کتابیں نہایت مفید ہیں اور اپنے اسلاف کے علمی کارناموں سے واقفیت پیدا کرنے کے لئے بہترین ذریعہ۔

(محمد صغیر حسن معصومی)

© rasailojaraid.com